Open Access
Al-Marjān
Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Water and the Sustenance of Life: A Comparative and Analytical Study of Quranic Teachings and Scientific Research

پانی اور بقاءِ حیات: قرآنی تعلیمات اور سائنسی تحقیقات کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ

Authors Details

1. **Dr. Hafiz Muhammad Abrar Awan (Corresponding Author)**
   Assistant Professor, Department of Urdu Encyclopedia of Islam, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.
   Email: abrarawanpu@gmail.com
2. **Prof. Dr. Muhammad Shahbaz Manj**
   Chairperson, Department of Islamic Studies, Division of Islamic and Oriental Learning, University of Education, Lower Mall Campus, Lahore, Pakistan.
3. **Muhammad Jawad Abrar**
   Department of English Language Teaching and Linguistics, Institute of Education and Research, University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

Citation

Awan, Dr. Hafiz Muhammad Abrar, Dr. Muhammad Shahbaz Manj and Muhammad Jawad Abrar " Water and the Sustenance of Life: A Comparative and Analytical Study of Quranic Teachings and Scientific Research." *Al-Marjān Research Journal*, 3,no.2, April-June (2025):796 −815.

Submission Timeline

Received: April 01, 2025
Revised: April 14, 2025
Accepted: May 05, 2025
Published Online: May 24, 2025

Publication, Copyright & Licensing

Article QR

Al-Marjān Research Center, Lahore, Pakistan.
All Rights Reserved © 2023.
This article is open access and is distributed under the terms of Creative Commons Attribution 4.0 International License

INDEX COPERNICUS INTERNATIONAL
ISSN INTERNATIONAL STANDARD SERIAL NUMBER INTERNATIONAL CENTRE
HJRS HEC Journal Recognition System

Water and the Sustenance of Life: A Comparative and Analytical Study of Quranic Teachings and Scientific Research

پانی اور بقاءِ حیات: قرآنی تعلیمات اور سائنسی تحقیقات کا تقابلی و تجزیاتی مطالعہ

☆ ڈاکٹر حافظ محمد ابرار اعوان　　☆ پروفیسر ڈاکٹر محمد شہباز منج　　☆ محمد جواد ابرار

Abstract

Water is universally acknowledged as the most essential element for the existence and continuity of life, a reality emphasized both in the Quran and modern scientific research. This study explores the Quranic discourse regarding water and aligns it with contemporary scientific perspectives to highlight its centrality in the biological, ecological, and spiritual dimensions of life. The research employs qualitative content analysis of selected Quranic verses alongside scientific literature from hydrology, biology, and environmental sciences. It investigates the origin of life from water, the indispensable role of water in cellular processes, the hydrological cycle, and the significance of water as a divine blessing. The findings reveal that both the Quran and scientific studies underscore water's vital function in the creation, sustenance, and continuity of life on Earth. Furthermore, the Quran provides not only theological insights but also practical guidance regarding the preservation, sustainable use, and ethical responsibility towards water as a sacred resource. The study concludes that the harmony between Quranic teachings and scientific understanding emphasizes the universality of water as a life-sustaining force. It suggests that contemporary societies can address pressing environmental challenges, particularly water scarcity, through the integration of Quranic wisdom and modern environmental practices. This research thus contributes to the academic discourse on religion and science while offering practical directions for the conservation and ethical use of natural resources.

Keywords: Water in the Quran, Scientific concept of water, Hydrological cycle, Life sustenance, Environmental ethics, Quranic guidance

تعارف موضوع

پانی کو انسانی زندگی کے لیے ناگزیر حیثیت حاصل ہے۔ قرآنِ حکیم نے متعدد مقامات پر پانی کی اہمیت کو نہ صرف ایک نعمتِ الٰہی کے طور پر بیان کیا ہے بلکہ اس کے وجود کو حیات کے آغاز اور دوام کے ساتھ بھی وابستہ قرار دیا ہے۔ سائنسی تحقیقات کے مطابق بھی پانی کے بغیر زندگی کا وجود اور اس کا تسلسل ناممکن ہے۔ انسانی خلیہ، خواہ وہ یک خلوی ہو یا کثیر الخلوی، اپنی تمام حیاتیاتی سرگرمیوں میں پانی پر انحصار کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حیاتیات کے ماہرین بھی پانی کو زندگی کی بنیاد تصور کرتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں بارہا پانی کے ذریعے انسانی شکر گزاری کو اجاگر کرنے اور اس کی حفاظت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اس تحقیق کا مقصد پانی کی اہمیت کو قرآنی آیات اور سائنسی نظریات کی روشنی میں اجاگر کرنا ہے۔ اس ضمن

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور، پاکستان۔
☆ چیئرپرسن، شعبہ علوم اسلامیہ، ڈویژن آف اسلامی اینڈ اورینٹل لرننگ، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لوئر مال کیمپس، لاہور، پاکستان۔
☆ شعبہ انگریزی زبان و تدریس و لسانیات، ادارہ تعلیم و تحقیق، یونیورسٹی آف پنجاب، لاہور، پاکستان۔

میں زندگی کے آغاز، پانی کے سالماتی کردار، حیاتیاتی و ماحولیاتی افادیت، اور انسان کی اخلاقی ذمہ داریوں کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ یوں یہ مطالعہ نہ صرف ایک سائنسی تحقیق ہے بلکہ ایک دینی و اخلاقی پیغام بھی ہے جس کے ذریعے انسان کو اس عظیم نعمت کی قدر اور اس کے درست استعمال کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔

زندگی کے آغاز اور دوام کے لیے پانی کی قرآن اور سائنس میں اہمیت

ایک زندہ جاندار خواہ وُہ یک خلوی ہو یا کثیر الخلوی ہو اس کے ہر خلیے کے اندر اور اس کے فورا بیرونی ماحول میں پانی کی وافر مقدار موجود ہوتی ہے۔ دراصل خلیہ (یا جاندار) میں بیرونی ماحول سے ہضم شدہ خوراک کے سالمے ہوں یا سانس کے لیے درکار آکسیجن سب کا انجذاب پانی کے ذریعے سے ممکن ہے۔ اسی طرح خلیے کے اندر سے تمام اخراجی سالموں کا خروج بھی پانی کی موجودگی کا مرہونِ منت ہے۔ علاوہ ازیں پانی کے سالمے بطور تحوّلی مادہ کے لیے بھی کام آتے ہیں مثلاً جب لحمیات کے سالمے ہضم ہو کر امائینوتُرشوں (Amino Acids) میں بدلتے ہیں (جو نتیجتاً خلیوں کے اندر جا کر زندگی کے مختلف مراحل بشمول خلیوں کی بڑھوتری میں کام کرتے ہیں) تو اُس وقت پانی کا ایک سالمہ ٹوٹ کر (H) اور (OH) ایک ایک (Amino Acid) کے ساتھ کیمیاوی طور پر جُڑ جاتے ہیں۔ اسی طرح عملِ پیدائش بالخصوص خلیاتی سطح (Cell level) پر پانی کی غیر موجودگی میں ناممکن ہے۔ حیاتیاتی سائنسدان جو اللہ تعالیٰ کو خالق نہیں بھی مانتے وہ زندگی کے نقطہء آغاز کو پانی ہی کے واسطے میں متصوّر کرتے چلے آئے ہیں۔ یوں اس بات میں قرآنِ حکیم کی تعلیمات اور سائنسدانوں کے نظریات میں کچھ تفاوت نظر نہیں آتا کہ زندگی کا آغاز پانی کی موجودگی اور پانی کے سالموں سے ہوا۔

سورۃ فاطر آیت نمبر 12 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ڰ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَاۗىِٕغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۭ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ [1]

ترجمہ: "اور دو دریا برابر نہیں ہوتے۔ ایک ایسا میٹھا ہے کہ اس سے پیاس بجھتی ہے، جو پینے میں خوشگوار ہے اور دوسرا کڑوا نمکین۔ اور ہر ایک سے تم (مچھلیوں کا) تازہ گوشت کھاتے ہو، اور وہ زیور نکالتے ہو جو تمہارے پہننے کے کام آتا ہے۔ اور تم کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ وہ اس (دریا) میں پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں، تاکہ تم اللہ کا فضل تلاش کرو، اور تاکہ شکر گزار بنو"۔

زندگی پانی پر موقوف ہے

سورۃ فاطر آیت نمبر 12 کے ضمن میں سید قطب شہیدؒ نے بعض چشم کشا سائنسی حقائق سے پردہ اٹھایا ہے اور بتایا ہے کہ انسان کی زندگی کیسے پانی پر موقوف ہے وہ لکھتے ہیں:

"پانی کی تخلیق میں انواع واقسام واضح ہیں۔ اور اس تقسیم کے پیچھے جو خدمت ہے وہ بھی واضح ہے۔ میٹھے پانی کا استعمال تو واضح ہے۔ رات اور دن ہم اسے استعمال کرتے ہیں۔ ہر قسم کی زندگی تو پانی پر موقوف ہے اور پانی زندگی کا اہم عنصر ہے۔۔۔۔۔ یہاں دو قسم کے سمندری پانی کی طرف اشارے کا مقصد یہ ہے کہ یہ پانی ایک دوسرے کے ساتھ مکس نہیں ہوتے۔ ان کے درمیان واضح فرق ہے"۔ [2]

[1] ۔ Fāṭir, 35:12.

[2] ۔ Sayyid Quṭb Shahīd, *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*, trans. Sayyid Ma'rūf Shāh Shīrāzī (Lāhawr: Idāra Manshūrāt Islāmī, 1996 CE), 5: 512.

سورۃ الانبیآء آیت نمبر 30 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ [3]

ترجمہ: "جن لوگوں نے کفر اپنا لیا ہے، کیا انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ سارے آسمان اور زمین بند تھے، پھر ہم نے انہیں کھول دیا۔ (13) اور پانی سے ہر جاندار چیز پیدا کی ہے؟ (14) کیا پھر بھی یہ ایمان نہیں لائیں گے؟"۔

"اکثر مفسرین کی تفسیر کے مطابق اس آیت میں آسمان کے بند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے بارش نہیں ہوتی تھی، اور زمین کے بند ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے کوئی پیداوار نہیں ہوتی تھی، اور ان دونوں کو کھولنے کا مطلب یہ ہے کہ آسمان سے پانی برسنے لگا، اور زمین سے سبزیاں اگنے لگیں، یہ تفسیر متعدد صحابہ اور تابعین سے منقول ہے۔ لیکن دوسرے بعض مفسرین نے اس کی یہ تفسیر بھی کی ہے کہ آسمان اور زمین دونوں ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے اور یک جان تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو الگ الگ کیا۔ اس آیت نے واضح کردیا ہے کہ ہر جان دار چیز کی تخلیق میں پانی کا کوئی نہ کوئی دخل ضرور ہے"۔[4]

ہر جاندار کی ترکیب میں عنصر اصلی پروٹو پلازم (نخرمایہ)

مذکورہ بالا آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے صاحبِ تفسیر ماجدی، مولانا عبدالماجد دریا بادیؒ لکھتے ہیں:

"ماہرین علم الحیات کی تحقیق ہے کہ ہر جاندار کی ترکیب میں عنصر اصلی پروٹو پلازم (نخرمایہ) کا ہوتا ہے۔ اگر اسی کو مانا جائے تو اس جوہر میں بھی حصہ غالب پانی ہی کا ہوتا ہے! (آیت) "کل"۔ لفظ کل محاورہ میں تقریباً کل یا بہت بڑی اکثریت کے مرادف مستعمل ہے۔ اس لیے اگر کسی جاندار کی پیدائش کا استثناء اس قاعدہ سے ثابت ہوجائے تو یہ عموم قانون کے منافی نہیں"۔[5]

جمیع جانداروں کی پیدائش پانی سے ہے

صاحب تفسیرِ حقانی، مولانا عبدالحق حقانیؒ آیت بالا کی تفسیر کے ضمن میں لکھتے ہیں:

"اس کے معنی مفسرین نے چند طور پر بیان کئے ہیں لیکن ابن عباسؓ اور حسن بصریؒ اور جمہور مفسرین اس کے یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ آسمانوں کا بند ہونا مینہ کا بند ہونا، مینہ کا ان سے نہ برسنا اور زمین کا بند ہونا نباتات کا پیدا نہ ہونا اور کھلنا آسمان سے بارش برسنا اور زمین کا نباتات اگانا کہ کافر یہ نہیں دیکھ چکے ------ خدا تعالیٰ ہی اپنے ید قدرت سے کھولتا ہے، بارش برساتا ہے، پھر اس سے ہر قسم کا سبزہ اگاتا ہے------ اس لیے اس کے بعد میں فرماتا ہے۔ وجعلنا من الماء کل شیئٍ حی صاحب کشاف کہتے ہیں کہ جلعنا یا تو ایک مفعول کی طرف متعدی قرار دیا جائے یا دو کی طرف پہلی صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ ہم نے ہر حیوان کو پانی سے پیدا کیا جیسا کہ اور جگہ فرماتا ہے واللہ خلق کل دابۃ

---

[3] ۔ Al-Anbiyā', 21:30.

[4] ۔'Uthmānī, Muḥammad Taqī, *Tawḍīḥ al-Qur'ān* (Karāchī: Maktaba Ma'ārif al-Qur'ān, 2011 CE), 694.

[5] ۔ Daryābādī, 'Abd al-Mājid, *Tafsīr Mājidī* (Karāchī: Majlis Nashriyāt Qur'ān, 1998 CE), 3: 296.

من ماء یا تو نطفہ سے حیوانات پیدا ہوتے ہیں جو ایک قسم کا پانی ہے یا ان کو پانی کی طرف اشد ضرورت ہے اس لیے ان کی حیات کو پانی کی طرف منسوب کیا"۔[6]

پانی کو خدا نے سبب زندگی اور اصل حیات بنایا

آیت بالا کی تفسیر میں سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"اصل میں لفظ "رتق" اور "فتق" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ رتق کے معنی ہیں یکجا ہونا، اکٹھا ہونا، ایک دوسرے سے جڑا ہوا ہونا، متصل اور متلاصق ہونا۔ اور فتق کے معنی پھاڑنے اور جدا کرنے کے ہیں۔ بظاہر ان الفاظ سے جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ کائنات کی ابتدائی شکل ایک تودے (Mass) کی سی تھی، بعد میں اس کو الگ الگ حصوں میں تقسیم کر کے زمین اور دوسرے اجرام فلکی جدا جدا دنیاؤں کی شکل میں بنائے گئے۔ اس سے جو مفہوم سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ پانی کو خدا نے سبب زندگی اور اصل حیات بنایا، اسی میں اور اسی سے زندگی کا آغاز کیا۔ دوسری جگہ اس مطلب کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے،:

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ (النور۔ آیت 45) "اور خدا نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا۔"[7]

پانی کی سائنسی تراکیب و عناصر

صاحبِ ظلال القرآن، سید قطب شہیدؒ پانی اور اس کے اثراتِ زندگی کو زیر بحث لاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ اس نظر آنے والی کائنات کی سیر ہے، جبکہ انسانوں کے دل و دماغ اس میں موجود دلائل و شواہد سے بالکل غافل ہیں۔ اگر کھلے دل و دماغ سے اس پر غور کیا جائے تو اس میں ایسے شواہد ہیں جو عقل و خرد کے دامن گیر ہو جاتے ہیں، صرف چشم بینا چاہیے۔ یہ بات کہ زمین و آسمان پہلے ملے ہوئے تھے اور ہم نے ان کو بعد میں جدا کر دیا، قابل غور ہے۔---------

اس لیے قرآن مجید کی اس تفسیر میں ہم نے یہ طریقہ اختیار نہیں کیا کہ ہم قرآن کریم اور جدید سائنسی نظریات کے درمیان تطبیق کریں۔ لیکن سائنسی نظریات اور چیز ہیں اور سائنسی حقائق اور چیز۔ سائنسی حقائق وہ ہوتے ہیں جو تجربے سے ثابت ہوں مثلاً۔ یہ سائنسی حقیقت ہے کہ مادہ گرمی سے بڑھ جاتا ہے اور پانی گرم ہونے سے بخارات میں بدل جاتا ہے اور برودت سے پانی جم جاتا ہے۔ اس طرح کے دوسرے تجربات دراصل سائنسی حقائق ہوتے ہیں۔ یہ سائنسی حقائق علمی اور فلکی نظریات سے مختلف چیز ہے۔ قرآن کریم علمی نظریات کی کتاب نہیں ہے۔ نہ قرآن کریم اس لیے نازل ہوا ہے کہ سائنس کی طرح اس کے تجربے کیے جائیں۔ دراصل قرآن زندگی کا ایک پورا نظام ہے، نیز اسلام عقل کے لیے بھی حدود متعین کرتا ہے تاکہ وہ اپنی حدود میں رہ کر کام کرے۔ اسلام معاشرے کے لیے بھی ایک ضابطہ مقرر کرتا ہے تاکہ وہ عقل کو کام کرنے کی آزادی دے۔ لیکن اسلام سائنسی جزئیات میں مداخلت نہیں کرتا۔ نہ جزئیات میں جاتا ہے۔ عقل کی سمت درست کر کے اسلام ان باتوں کو عقل پر چھوڑ دیتا ہے۔ قرآن کریم کبھی کبھار کائناتی حقائق کی طرف اشارہ کرتا

---

[6] ۔ Ḥaqqānī, ‘Abd al-Ḥaqq, *Tafsīr Ḥaqqānī* (Lāhawr: Al-Faiṣal Nāshirān wa Tājirān-e-Kutub, 2009 CE), 5: 210–211.

[7] ۔ Mawdūdī, Sayyid Abū al-A‘lā, *Tafsīr Tafhīm al-Qur’ān* (Lāhawr: Idāra Tarjumān al-Qur’ān, 1972 CE), 3: 156.

ہے مثلاً ان السموات والارض کانتا رتقا ۔۔(30:21)"آسمان وزمین باہم ملے ہوئے تھے پھر ہم نے ان دونوں کو جدا کیا"۔ ہم اس حقیقت پر محض اس لیے یقین کرتے ہیں کہ یہ قرآن میں مذکور ہے، اگرچہ تفصیلات کا ہمیں علم نہیں ہے کہ یہ کیونکر ہوا؟ زمین آسمان سے کیسے جدا ہوئی یا آسمان زمین سے کیسے جدا ہوئے۔ ہم ان سائنسی نظریات کو بھی اس محمل حد تک قبول کرتے ہیں جو حقیقت مذکورہ در قرآن کے خلاف نہ ہوں۔ لیکن ہم یہ نہیں کرتے کہ فلکیاتی نظریات کو سامنے رکھ کر آیات قرآنیہ کو ان کے پیچھے دوڑائیں اور قرآن کی صداقت کا سرٹیفکیٹ ان نظریات سے لیں کیونکہ یقینی حقیقت قرآن ہے۔ زیادہ سے زیادہ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ آج کے فلکیاتی نظریات اس آیت کے اس مجمل مضمون کے خلاف نہیں ہیں جو آیت میں آج سے صدیوں پہلے بیان کر دیا گیا تھا۔ اب ہم اس آیت کے دوسرے حصے کی طرف آتے ہیں جس میں کہا گیا ہے۔ وجعلنا من المآء کل شیء حی(30:21)"اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی"۔ یہ آیت بھی نہایت ہی اہم حقیقت کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ سائنس دان اس کے انکشاف اور ثبوت کو ایک عظیم بات خیال کرتے ہیں اور ڈارون کی اس بات پر تعریف کرتے ہیں جس نے کہ یہ دریافت کیا کہ پانی حیات کا بنیادی گہوارہ ہے اور اس حقیقت کو تجربے سے ثابت کیا۔ اس میں شک نہیں کہ سائنس دان جب اس حقیقت تک پہنچے تو یہ بہت بڑا انکشاف تھا لیکن قرآن مجید میں جو بات آئی ہے یہ ہمارے لیے کوئی نیا انکشاف نہیں ہے اور نہ سائنس دانوں کے انکشاف اور تجربے سے قرآن پر ایک مسلمان کے عقیدے میں اضافہ ہوتا ہے۔ قرآن پر ہمارے اعتقاد کی بنیاد یہ ہے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ بنیاد نہیں ہے کہ جدید سائنسی نظریات قرآن کریم میں دیئے گئے حقائق کو ثابت کرتے ہیں۔ ہاں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ڈارون کا نظریہ ارتقاء اور نشوونما اس حد تک درست اور ثابت شدہ حقیقت ہے کہ کس حد تک وہ زندگی کے لیے پانی کو ضروری خیال کرتا ہے۔ قرآن کریم نے تو آج سے چودہ سو سال قبل کفار کو اس طرف متوجہ کیا تھا کہ ذرا اس کائنات پر غور کرو، اس کے عجائبات کو دیکھو، قرآن نے تو ان کی جانب سے کائنات کا مشاہدہ نہ کرنے پر سخت تنقید کی تھی اور یہ کہا تھا۔ افلا یو منون (30:21)"کیا یہ لوگ ایمان نہیں لاتے"۔ حالانکہ ان کے اردگرد پھیلی ہوئی کائنات یہ پکار رہی ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ۔۔۔۔۔۔ ہمیں قرآن کریم کے اس اعلان پر وجدانی یقین رکھنا چاہیے اور اس کے ثبوت کے لیے اس کائنات میں مزید تحقیقات کرنا چاہئیں"۔[8]

ہر جاندار و ذی روح کی پیدائش پانی سے ہے

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر کی روشنی میں سیر حاصل بحث کرتے ہوئے صاحبِ معارف القرآن، مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں:

"اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا، اس جگہ لفظ رؤیت بمعنے علم عام ہے خواہ وہ آنکھوں سے دیکھ کر حاصل ہو یا استدلال عقلی سے کیونکہ آگے جو مضمون آ رہا ہے اس کا تعلق کچھ مشاہدہ اور دیکھنے سے ہے کچھ علم استدلال سے۔ اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا لفظ رتق کے معنے بند ہونے اور فتق کے معنے کھول دینے کے ہیں۔ ان دو لفظوں کا مجموعہ رتق و فتق کسی کام کے انتظام اور اس کے پورے اختیار کے معنے میں استعمال ہوتا ہے۔ الفاظ آیت کا ترجمہ یہ ہوا کہ آسمان اور زمین

[8] ۔ Sayyid Quṭb Shahīd, *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*, trans. Sayyid Ma'rūf Shāh Shīrāzī (Lāhawr: Idāra Manshūrāt Islāmī, 1996 CE), 4: 668–670.

بند تھے ہم نے ان کو کھول دیا۔۔۔۔۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ فرمایا ہے اس سے اسی معنے کے اعتبار سے مناسبت ہے۔ بحر محیط میں بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ قرطبی نے اسی کو عکرمہ کا قول بھی قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ایک دوسری آیت سے بھی اس معنے کی تائید ہوتی ہے یعنی والسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ، وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ طبری نے بھی اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ، مراد یہ ہے کہ ہر جاندار کی تخلیق میں پانی کا دخل ضرور ہے اور جاندار وذی روح اہل تحقیق کے نزدیک صرف انسان اور حیوانات ہی نہیں بلکہ نباتات بلکہ جمادات میں روح اور حیات محققین کے نزدیک ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ پانی کو ان سب چیزوں کی تخلیق و ایجاد اور ارتقاء میں بڑا دخل ہے۔ ابن کثیر نے امام احمد کی سند سے بروایت ابوہریرہ نقل کیا ہے کہ ابوہریرہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے عرض کیا یا رسول اللہ میں جب آپ کی زیارت کرتا ہوں تو میرا دل باغ باغ اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں، آپ مجھے ہر شی (کی تخلیق) کے بارے میں بتلا دیجئے، آپ نے فرمایا کہ ہر چیز پانی سے پیدا کی گئی ہے"۔[9]

پانی ہی سے نباتات کو حیات بخشا

مولانا حافظ محمد ادریس کاندھلوی، معارف القرآن میں آیت زیر مطالعہ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

"اور کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اس رتق اور فتق کے بعد اس جہان کی ہر زندہ چیز ہم نے پانی سے پیدا کی ہر جاندار چیز بلاواسطہ پانی سے پیدا ہوئی اور زندگی اور حیات کے لیے پانی کی محتاج ہے گویا کہ ہر چیز کا مادہ حیات پانی ہی ہے جیسا کہ دوسری آیات میں ہے۔ **واللہ خلق کل دابة من ماء۔ اور وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا به الارض بعد موتها وبث فیها من کل دابة**۔ اور مسند احمد میں ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا۔ **کل شیء خلق من ماء** ہر شئے پانی سے پیدا ہوتی ہے۔ اس بناء پر کہا جاسکتا ہے کہ فرشتے اگرچہ نور سے پیدا ہوئے اور جن نار سے اور آدم (علیہ السلام) مٹی سے پیدا ہوئے لیکن اصل مادہ حیات سب کا پانی ہے اور **کان عرشه علی الماء**۔ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پانی عرش سے پہلے پیدا ہوا۔ واللہ اعلم"۔[10]

ہر جاندار کی بقا اور نشوونما کا انحصار پانی پر ہے

صاحبِ تفسیر ضیاء القرآن، مولانا پیر کرم شاہ الازہریؒ مندرجہ بالا آیت کی تعبیر مشاہداتی حیاتیاتی علوم کے ضمن میں کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> مولانا آزادؒ نے خوب لکھا ہے۔"موجودہ زمانہ میں اجرام ساویہ کی ابتدائی تخلیق اور کرہ ارضی کی ابتدائی نشوونما کے جو نظریے تسلیم کر لیے گئے ہیں۔ یہ اشارات بظاہر ان کی تائید کرتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو ان بنیادوں پر شرح وتفصیل کی بڑی بڑی عمارتیں اٹھا سکتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا کرنا صحیح نہ ہو گا۔ یہ نظریے کتنے ہی مستند تسلیم کر لیے گئے ہوں لیکن پھر بھی نظریے ہیں۔ اور نظریات جزم ویقین کے ساتھ حقیقت کا فیصلہ نہیں کر سکتے پھر اس سے کیا فائدہ کہ ان کی روشنی میں قرآن کے مجمل اور محتمل اشارات کی تفسیر کی جائے لیکن کل کو کیا کریں گے۔ اگر ان نظریوں کی جگہ دوسرے

[9] ۔ Muftī Muḥammad Shafī‘, *Tafsīr Ma‘ārif al-Qur’ān* (Karāchī: Maktaba Ma‘ārif al-Qur’ān, 2015 CE), 6: 180–182.

[10] ۔ Kāndhlawī, Muḥammad Idrīs, *Tafsīr Ma‘ārif al-Qur’ān* (Karāchī: Al-Ṭāf and Sons, 2012 CE), 5: 210.

نظریے پیدا ہوگئے۔ صاف بات یہی ہے کہ یہ معاملہ عالم غیب سے تعلق رکھتا ہے جس کی حقیقت ہم اپنے علم و ادراک کے ذریعہ معلوم نہیں کر سکتے۔ اور قرآن کا مقصود ان اشارات سے تخلیق عالم کی شرح و تحقیق نہیں ہے۔ خدا کی قدرت و حکمت کی طرف انسان کو توجہ دلانا ہے"۔ (ترجمان القرآن، جلد نمبر 2 صفحہ 175، 176)۔ رتق اور رتقق کا ایک اور مفہوم بھی بیان کیا گیا ہے۔ "رتق" سے مراد یہ ہے کہ آسمان کا منہ پہلے بند تھا۔ کوئی بارش نہیں ہوتی تھی اور زمین کا منہ بھی بند تھا۔ کوئی چیز اس میں پیدا نہیں ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آسمان کا منہ بھی کھلا (فتق) اور بارش برسنے لگی۔ زمین کی مہر بھی ٹوٹی۔ اس میں سے ضروریات کی ہر چیز اگنے لگی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ ہر جاندار چیز کی تخلیق پانی سے کی گئی ہے۔ یہی اس کا مادہ اصلی ہے۔ یا ہر جاندار کی بقا اور نشوونما کا انحصار پانی پر ہے یا یہ کہ مادہ منویہ جو ہر جاندار کا اصل ہے۔ وہ پانی ہے بہر حال جس لحاظ سے دیکھو زندگی اور پانی کا چولی دامن کا ساتھ ہے"۔[11]

پانی ہر جاندار کے لیے مبداِ حیات ہے

صاحبِ بیان القرآن، ڈاکٹر اسرار احمد مذکورہ آیت کی تفسیر مشاہداتی علوم کی روشنی میں کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

"(اَوَلَمۡ یَرَ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ كَانَتَا رَتۡقًا فَفَتَقۡنٰهُمَا)" یعنی شدید گرمی اور حبس کی صورت حال جس میں لوگوں کی جان پر بنی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کیفیت میں بظاہر یوں محسوس ہوتا ہے کہ آسمان کے دروازے بھی بند ہیں، زمین کے سوتے بھی خشک ہیں، بارش کا دور دور تک کوئی امکان نہیں، ہر طرف خشک سالی کا راج ہے اور پھر یکا یک اللہ کی رحمت سے یہ صورت حال تبدیل ہو جاتی ہے۔ آسمان کے دہانے کھل جاتے ہیں اور بارش کے پانی سے زمین پر نباتاتی اور حیواناتی زندگی کی چہل پہل شروع ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس آیت میں یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ Big Bang کے بعد مادے کا جو ایک بہت بڑا گولا وجود میں آیا تو وہ ایک یکجا وجود (Homogenous Mass) کی صورت میں تھا۔ پھر مادے کے اس گولے میں تقسیم ہوئی، مختلف ستاروں اور سیاروں کے گچھے بنے، کہکشائیں (Galaxies) وجود میں آئیں، سورج اور اس کے سیاروں کی تخلیق ہوئی اور یوں ہماری زمین بھی پیدا ہوئی۔ گویا اس سارے تخلیقی عمل کا اظہار اس ایک فقرے میں ہو گیا کہ آسمان اور زمین بند تھے 'یعنی باہم ملے ہوئے تھے اور ہم نے انہیں کھول دیا، جدا کر دیا۔ (وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ كُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ ط) "یہاں پر خَلَقۡنَا کے بجائے جَعَلۡنَا فرمایا۔ زمین کے اوپر زندگی جس کسی شکل میں بھی ہے، چاہے وہ نباتاتی حیات ہو یا حیوانی، ہر جاندار چیز کا مادہ تخلیق مٹی اور مبدأ حیات پانی ہے۔ مٹی (تُراب) اور پانی مل کر گارا (طِین) بنا۔ پھر یہ طِینٍ لَّازِب میں تبدیل ہوا۔ پھر اس نے حمأ مسنون کی شکل اختیار کی۔ اس کے بعد صلصالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مسنون کا مرحلہ آیا۔ پھر صلصا لٍ کا لفخّار بنا۔ (اس سلسلے میں

[11] ۔ Pīr Karam Shāh al-Azhari, *Tafsīr Ḍiyā’ al-Qur’ān* (Lāhawr: Ḍiyā’ al-Qur’ān Publications, 1978 CE), 3: 162–163.

سورۃ الحجر، آیت 26 کی تشریح بھی مد نظر رہے)۔ گویا مٹی سے ہر جاندار چیز کی تخلیق ہوئی اور ان سب کی زندگی کا دارومدار پانی پر رکھا گیا۔ چنانچہ ہر جاندار کے لیے مبدأ حیات پانی ہے"۔[12]

پانی کا صرف اس کرہ ارض (زمین) پر موجود ہونا

صاحبِ تفسیر بصیرت قرآن، مولانا آصف قاسمیؒ مذکورہ آیت کی تفسیر سائنسی اندازِ بیان میں کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جو انسانوں کے لیے عظیم نعمت ہے وہ پانی ہے۔ اگر پانی نہ ہوتا تو انسانی زندگی ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کی ہر چیز میں زندگی نہ ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور میں بھی فرمایا کہ "اللہ نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے۔ موجودہ تحقیق کے مطابق ہماری اس زمین کے سوا کہیں کسی ستارے اور سیارے میں پانی موجود نہیں ہے"۔[13]

سورۃ النور آیت نمبر 45 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَاۗبَّةٍ مِّنْ مَّاۗءٍ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي بَطْنِهٖ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰي رِجْلَيْنِ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّمْشِيْ عَلٰٓي اَرْبَعٍ ۭ يَخْلُقُ اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ[14]

ترجمہ: "اور اللہ نے زمین پر چلنے والے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے۔ پھر ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اپنے پیٹ کے بل چلتے ہیں، کچھ وہ ہیں جو دو پاؤں پر چلتے ہیں، اور کچھ وہ ہیں جو چار (پاؤں) پر چلتے ہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ یقیناً اللہ ہر بات پر قدرت رکھتا ہے"۔

تمام جانداروں کی زندگی کا دارومدار پانی پر ہے

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے، صاحبِ ترجمان القرآن، مولانا ابوالکلام آزادؒ لکھتے ہیں:

"قرآن مجید نے یہاں آیت 45 میں اور بعض دوسرے مقامات میں اس حقیقت کا اعلان کیا ہے کہ تمام جاندار اجسام کی پیدائش پانی سے ہوئی، چونکہ زندگی کی ابتدائی پیدائش کے بارے میں طرح طرح کے دوراز کار خیالات پھیلے ہوئے تھے اس لیے اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کو حیرانیاں پیش آئیں بعضوں نے اس کا مطلب یہ بتانا چاہا کہ تمام جانداروں کی زندگی کا دارومدار پانی پر ہے بعض اس طرف گئے کہ پانی سے مقصود نطفہ ہے حالانکہ اگر آیت کے صاف صاف مطلب پر قناعت کر لیتے تو وہ وقت دور نہ تھا جب خود انسانی علم کی کاوشیں اسی حقیقت کا اعلان کرنے والی تھیں، چنانچہ اب علم الحیات کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ اجسام حیہ کی ابتدائی نشو و نما پانی ہی میں ہوئی ہے اور پانی ہی کے حیوانات نے بتدریج خشکی کے حیوانات کا چولا پہنا ہے"۔[15]

---

[12] ۔ Isrār Aḥmad, *Tafsīr Bayān al-Qur'ān* (Lāhawr: Maktaba Anjuman Khuddām al-Qur'ān, 2018 CE), 5: 84.

[13] ۔ Qāsimī, Āṣif, *Tafsīr Baṣīrat-e-Qur'ān* (Karāchī: Maktaba Baṣīrat-e-Qur'ān, n.d.), 3: 655.

[14] ۔ Al-Nūr, 24:45.

[15] ۔ Āzād, Abū al-Kalām Aḥmad, *Tafsīr Tarjumān al-Qur'ān* (Lāhawr: Islāmī Academy, n.d.), 3: 98.

زندگی کی اصل تخلیق پانی سے ہوئی

زندگی کی ابتدا کس چیز سے معرضِ وجود میں آئی اس پر مشاہداتی علوم کے تناظر میں صاحبِ فی ظلال القرآن، سید قطب شہیدؒ رقم طراز ہیں:

"یہ ایک عظیم حقیقت ہے جس کو قرآن کریم نہایت ہی سادے الفاظ میں بیان کر رہا ہے۔ یہ حقیقت کہ ہر زندہ مخلوق کو پانی سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ بتاتی ہے کہ حیات کے بنیادی عناصر ایک ہی ہیں اور یہ کہ زندگی کے قیام کا بنیادی عنصر پانی ہے۔ جدید سائنس بھی اس بات کی طرف جارہی ہے کہ زندگی کی اصل تخلیق پانی میں ہوئی۔ یعنی سمندر میں۔ یعنی ابتدائی حالت میں زندگی پانی میں تھی۔ اس کے بعد زندگی کے اندر رنگارنگی پیدا ہوئی۔ یہ تو ہے سائنس دانوں کی سوچ۔ ہماری سوچ مختلف ہے۔ ہم قرآنی حقائق کو سائنس کی خراو پر نہیں چڑھاتے۔ کیونکہ سائنس کے اصول اور معیار بدل جاتے ہیں جبکہ قرآن ناقابل تغیر اور آخری حقائق بتاتا ہے۔ ہم بس یہی کہتے ہیں کہ حیات کا اصل پانی ہے۔ اس لیے کہ قرآن یہ کہتا ہے۔ اگرچہ حیات کی شکلیں مختلف نظر آتی ہیں لیکن اس کا اصلی مادہ پانی ہی ہے۔ پانی ہی سے حیوان زمین پر چلنے لگا ہے۔ **یخلق الله مایشآء** (24 : 45) "اللہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے"۔ مختلف ہیئت اور مختلف شکل کے جانور پیدا کرتا ہے اور یہ اللہ کی مشیت ہے کہ وہ کیا پیدا کرتا ہے اور کس شکل میں پیدا کرتا ہے۔ **ان الله علی کل شیء قدیر** (24: 45) " بیشک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"۔[16]

تمام مخلوقات کی ابتدا پانی سے ہوئی

تمام مخلوقات کی ابتدا پانی سے ہوئی اور جملہ جاندار اس سے ہی اپنی زندگی کو دوام بخشتے ہیں۔ مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ، تفسیر تیسیر القرآن میں آیت بالا کی تشریح سائنس کی زبان میں کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سورۃ ہود کی آیت نمبر 7 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور وہی تو ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ ایام میں پیدا کیا اور (اس وقت) اس کا عرش پانی پر تھا" (11: 7) اسی آیت کے مطابق درج ذیل حدیث کا مضمون ہے: عمران بن حصین کہتے ہیں کہ یمن کے کچھ لوگ آپ کے پاس عالم کی پیدائش کا حال پوچھنے آئے۔ آپ نے فرمایا: (پہلے صرف) اللہ کی ذات تھی اور اس کے سوا کوئی چیز نہ تھی۔ اس کا پانی عرش پر تھا۔ اس نے ہر چیز کو لوح محفوظ میں لکھ لیا اور آسمان اور زمین پیدا کیے '' (بخاری۔ کتاب بدوالخلق۔ باب ھوالذی یبدالخلق۔۔) اس آیت اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مخلوقات میں سے سب سے پہلے اللہ نے پانی کو پیدا کیا تھا۔ اور عرش کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں نہ ہم یہ جاننے کے مکلّف ہیں۔ پھر سورۃ انبیاء کی آیت نمبر 30 میں فرمایا: (وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ) (سورۃ الانبیاء 21: 30) یعنی جس چیز میں بھی زندگی کی رمق ہے اسے ہم نے پانی سے بنایا ہے۔ جس کا دوسرا مطلب یہ بھی نکلتا ہے کہ کوئی جاندار چیز پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی"۔[17]

---

[16] ۔ Sayyid Quṭb Shahīd, *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*, trans. Sayyid Ma'rūf Shāh Shīrāzī (Lāhawr: Idāra Manshūrāt Islāmī, 1996 CE), 4: 923–924.

[17] ۔ Kīlānī, 'Abd al-Raḥmān, *Tafsīr Taysīr al-Qur'ān* (Lāhawr: Maktaba al-Salām, 2007 CE), 3: 275–276.

سورۃ المؤمنون آیت نمبر 18 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَ اِنَّا عَلٰي ذَهَابٍ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ [18]

ترجمہ: "اور ہم نے آسمان سے ٹھیک اندازے کے مطابق پانی اتارا، پھر اسے زمین میں ٹھہرا دیا، (۱۲) اور یقین رکھو، ہم اسے غائب کر دینے پر بھی قادر ہیں"۔

آب زیرِ زمین (Sub-Soil Water)

زیرِ زمین پانی کی کیفیات اور اس کے متعلق سیر حاصل بحث کرتے ہوئے سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"اس سے مراد اگرچہ موسمی بارش بھی ہو سکتی ہے، لیکن آیت کے الفاظ پر غور کرنے سے ایک دوسرا مطلب بھی سمجھ میں آتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ آغاز آفرینش میں اللہ تعالیٰ نے بیک وقت اتنی مقدار میں زمین پر پانی نازل فرما دیا تھا جو قیامت تک اس کرے کی ضروریات کے لیے اس کے علم میں کافی تھا۔ وہ پانی زمین ہی کے نشیبی حصوں میں ٹھہر گیا جس سے سمندر اور بحیرے وجود میں آئے اور آب زیرِ زمین (Sub-Soil Water) پیدا ہوا اب یہ اسی پانی کا الٹ پھیر ہے جو گرمی، سردی اور ہواؤں کے ذریعے سے ہوتا رہتا ہے، اسی کو بارشیں، برف پوش پہاڑ، دریا، چشمے اور کنوئیں زمین کے مختلف حصوں میں پھیلاتے رہتے ہیں، اور وہی بیشمار چیزوں کی پیدائش اور ترکیب میں شامل ہوتا اور پھر ہوا میں تحلیل ہو کر اصل ذخیرے کی طرف واپس جاتا رہتا ہے۔ شروع سے آج تک پانی کے اس ذخیرے میں نہ ایک قطرے کی کمی ہوئی اور نہ ایک قطرے کا اضافہ ہی کرنے کی کوئی ضرورت پیش آئی۔ اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ پانی جس کی حقیقت آج ہر مدرسے کے طالب علم کو معلوم ہے کہ وہ ہائیڈروجن اور آکسیجن، دو گیسوں کے امتزاج سے بنا ہے، ایک دفعہ تو اتنا بن گیا کہ اس سے سمندر بھر گئے، اور اب اس کے ذخیرے میں ایک قطرے کا بھی اضافہ نہیں ہوتا۔ کون تھا جس نے ایک وقت میں اتنی ہائیڈروجن اور آکسیجن ملا کر اس قدر پانی بنا دیا؟ اور جب پانی بھاپ بن کر ہوا میں اڑ جاتا ہے تو اس وقت کون ہے جو آکسیجن اور ہائیڈروجن کو الگ الگ ہو جانے سے روکے رکھتا ہے۔..... اس طرح یہ آیت سورۃ ملک کی اس آیت سے وسیع تر مفہوم رکھتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ "قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ" ان سے کہو، کبھی تم نے سوچا کہ اگر تمہارا یہ پانی زمین میں بیٹھ جائے تو کون ہے جو تمہیں بہتے چشمے لا دے گا؟"۔[19]

Global Water Cycle

مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مولانا مفتی محمد شفیع ؒ، معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

"اس آیت میں آسمان سے پانی برسانے کے ذکر کے ساتھ ایک قید بقدر کی بڑھا کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ انسان ایسا ضعیف الخلقت ہے کہ جو چیزیں اس کے لیے مدار زندگی ہیں اگر وہ مقدار مقدر سے زائد ہو جاویں تو وہی اس کیلئے وبال جان اور عذاب بن جاتی ہیں۔ پانی جیسی چیز جس کے بغیر کوئی انسان و حیوان زندہ نہیں رہ سکتا اگر ضرورت سے زیادہ برس جائے تو طوفان آ جاتا ہے اور انسان اور اس کے سامان کے لیے وبال و عذاب بن جاتا ہے۔ روز کی بارش اس کے کاروبار اور مزاج

[18] ۔ Al-Mu'minūn, 23:18.

[19] ۔ Mawdūdī, *Tafsīr Tafhīm al-Qur'ān*, 3: 271–272.

کے خلاف ہے۔ اور اگر سال بھر یا چھ مہینے یا تین مہینے کی ضرورت کا پانی ایک دفعہ برسایا جائے اور لوگوں کو حکم ہو کہ اپنا اپنا کوٹہ پانی کا چھ مہینے کے لیے جمع کر کے رکھو اور استعمال کرتے رہو تو ہر انسان کیا اکثر انسان بھی اتنے پانی کے جمع رکھنے کا انتظام کیسے کریں اور کسی طرح بڑے بڑے حوضوں اور گڑھوں میں بھر لینے کا انتظام بھی کر لیں تو چند روز کے بعد یہ پانی سڑ جائے گا جس کا پینا بلکہ استعمال کرنا بھی دشوار ہو جائے گا"۔[20]

بادل

"اردو جامع انسائیکلوپیڈیا میں بادل کو آبی بخارات کے سرد ہو کر جم جانے کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ پست تر تپش تک سرد ہو کر کُرّہئ ہوا کی گرد کے خُرد بینی ذرّات کے نواتوں کے گرد جم جانے سے بنتا ہے۔ ہوا عام طور پر اوپر کی جانب حرکت اور پھیلاؤ سے اور بعض اوقات اوپر کی طرف ہوائی دباؤ کے گھٹنے یا ہوا کی گرم اور سرد رووں کے باہم ملنے سے سرد ہو جاتی ہے۔ شدید زمینی حرارت کے باعث ہوا عملِ احمال (Convection) سے اوپر کو اُٹھ سکتی ہے۔ زمین پر سرد ہوا کے در آنے سے بھی گرم ہوا اوپر جانے پر مجبور ہو جاتی ہے یا کسی سلسلہ کوہ کے عمل الفراف (Deflection) سے بھی اس کا بہاؤ اوپر کا رُخ اختیار کرتا ہے"۔[21]

آغاز آفرینش میں آسمان سے پانی کا برسنا

مولانا ڈاکٹر محمد اسلم صدیقیؒ، تفسیر روح القرآن میں لکھتے ہیں:

> "اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں اور دونوں ہی یہاں مراد بھی لیے جا سکتے ہیں۔ ایک مطلب تو یہ ہے کہ ہم نے آغاز آفرینش میں آسمان سے پانی برسایا اور اس اندازے سے برسایا کہ زمین پر بسنے والی مخلوقات کے لیے قیامت تک کمی نہ آنے پائے۔ اللہ کا بے پایاں علم ہی جان سکتا تھا کہ قیامت تک زمین پر بسنے والی مخلوقات کی ضروریات کیا ہوں گی۔ چنانچہ کوئی نہیں جانتا کہ زمین پر آبادی کو کتنا عرصہ گزر چکا ہے، لیکن زمین کا کوئی گوشہ آج تک پانی کی کمیابی کا شکار نہیں ہوا۔ موسم بدلتے ہیں، سردیوں میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف جما دی جاتی ہے اور گرمیوں میں وہی برف پگھل کر کہیں چشموں کی صورت میں پانی ابلتا ہے، کہیں آبشاریں گرتی ہیں۔ پھر یہی پانی ندی نالوں میں پہنچ کر آبیاری کا سامان کرتا ہے"۔[22]

سورۃ الفرقان آیت نمبر 48-50 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۚ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً طَهُوْرًا ۝ لِّنُحْيِۦ بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا وَّنُسْقِيَهٗ مِمَّا خَلَقْنَآ اَنْعَامًا وَّاَنَاسِيَّ كَثِيْرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنٰهُ بَيْنَهُمْ لِيَذَّكَّرُوْا ڮ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا [23]

ترجمہ: "اور وہی ہے جس نے اپنی رحمت (یعنی بارش) سے پہلے ہوائیں بھیجیں جو (بارش کی) خوشخبری لے کر آتی ہیں، اور ہم نے ہی آسمان سے پاکیزہ پانی اتارا ہے۔ تاکہ ہم اس کے ذریعے مردہ زمین کو زندگی بخشیں، اور اپنی مخلوق میں سے بہت سے

[20] ۔ Muftī Muḥammad Shafī', *Tafsīr Ma'ārif al-Qur'ān* (Karāchī: Maktaba Ma'ārif al-Qur'ān, 2015 CE), 6: 305.

[21] ۔ *Urdu Jāmi' Encyclopaedia* (n.p.: n.p., n.d.), 1: 200.

[22] ۔ Ṣiddīqī, Muḥammad Aslam, *Tafsīr Rūḥ al-Qur'ān* (Lāhawr: Idāra Hudā li al-Nās, 2011 CE), 7: 48.

[23]۔ Al-Furqān, 25:48–50.

مویشیوں اور انسانوں کو اس سے سیر اب کریں۔ اور ہم نے لوگوں کے فائدے کے لیے اس (پانی) کی الٹ پھیر کر رکھی ہے، تاکہ وہ سبق حاصل کریں۔ لیکن اکثر لوگ ناشکری کے سوا ہر بات سے انکاری ہیں"۔

بارش کا پانی پاک بھی ہے اور پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی

اس ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ، تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں:

"بارش کا پانی پاک بھی ہے اور پاکی حاصل کرنے کا ذریعہ بھی۔ جب یہ پانی برستا ہے تو سب سے پہلے فضا کی آلودگی کو صاف کرتا ہے۔ پھر زمین کی بہت سی آلودگیوں کو سمندر میں بہالے جاتا ہے۔ جہاں یہ پانی بہت سی آلودگیوں کو صاف کرتا ہے وہاں یہ جانوروں اور انسانوں کے پینے کے کام بھی آتا ہے۔ میڈیکل سائنس کی نظر سے دیکھا جائے تو انسانی یا حیوانی جسم کے اندر استعمال ہو کر پانی کہیں ختم (Consume) نہیں ہو جاتا بلکہ یہاں بھی وہ جسم کے اندرونی نظام کو چلانے اور اس کی صفائی کرنے کا کام کرتا ہے۔ پانی کے ذریعے سے ہی جسم کے اندر خون کی گردش (Circulation) ممکن ہوتی ہے اور (Metabolism) کے نتیجے میں پیدا ہونے والے فاضل اور نقصان دہ فضلات کا معدے" گردوں" پھیپھڑوں وغیرہ سے اخراج ممکن ہوتا ہے۔ سمندر کے پانی سے بخارات کی صورت میں بالکل صاف اور ہر آلودگی سے پاک پانی پھر سے فضا میں پہنچ کر بادل کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور اس طرح یہ سلسلہ (Cycle) چلتا رہتا ہے"۔[24]

بارش کا پانی صاف و شفاف

مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ، تفسیر تیسیر القرآن میں لکھتے ہیں:

"اگر سمندر کا پانی اپنی اصلی حالت میں کھیتی کو پلایا جائے تو کھیتی مرجھا کر تباہ ہو جائے۔ اور اگر کوئی جاندار پی لے تو اس کی آنتوں کو کاٹ کے رکھ دے یا کم از کم زخمی کر کے رکھ دے۔ لیکن اسی سمندر کے پانی کے بخارات جب بارش میں منتقل ہوتے ہیں تو کیا نباتات، کیا حیوان اور کیا انسان سب کے لیے یہ پانی حیات بخش ثابت ہوتا ہے۔ کھیتیاں لہلانے لگتی ہیں اور جاندار مخلوق بارش ہونے سے پہلے ہواؤں کی آمد پر ہی مسرور ہو کر جھومنے لگتی ہے۔ نباتات سے ہی جاندار مخلوق کو غذا حاصل ہوتی ہے اور اس کے پینے کے لیے اللہ تعالیٰ صاف ستھرا پانی دیتا ہے۔ جمادات کے علاوہ اس کائنات ارضی پر کوئی مخلوق ایسی نہیں جس کی زندگی کی بقا پانی کے بغیر ممکن ہو"۔[25]

[24]۔ Isrār Aḥmad, *Tafsīr Bayān al-Qur'ān* (Lāhawr: Maktaba Anjuman Khuddām al-Qur'ān, 2018 CE), 5: 258–259.

[25] ۔ Kīlānī, 'Abd al-Raḥmān, *Tafsīr Taysīr al-Qur'ān* (Lāhawr: Maktaba al-Salām, 2007 CE), 3: 316.

بارش کا پانی جملہ جانداروں کو زندگی بخشنے والا جوہر خالص

صاحبِ تفہیم القرآن، سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"یعنی ایسا پانی جو ہر طرح کی گندگیوں سے بھی پاک ہوتا ہے اور ہر طرح کے زہریلے مادوں اور جراثیم سے بھی پاک۔ جس کی بدولت نجاستیں دھلتی ہیں اور انسان، حیوان، نباتات، سب کو زندگی بخشنے والا جوہر خالص بہم پہنچتا ہے"۔[26]

حاصل بحث / تحقیق و تجزیہ

اردو مفسرین کی آراء کا جائزہ لیتے ہوئے یہ بات عیاں ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں متعدد مقامات پر پانی کے انتظام بشمول Water Cycle اور اِس کے زندگی کے آغاز ودوام پر اثرات کا بیان فرمایا ہے۔ بدون پانی کے کسی بھی جاندار کی زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا دورِ حاضر کے اُردو مفسرین نے اس نکتہ کی خوب وضاحت کی ہے۔ بارش سے زمین کی سیرابی و شادابی سے لے کر پودوں میں بار آوری (Pollination) کے عمل، جانداروں کی غذا اور پیاس بجھانے کا سامان اور Water Cycle کے ذریعے تازہ پانی کی دستیابی تک جیسے حقائق سے اکثر مفسرین نے بحث کی ہے اور ان ہی مظاہر قدرت کو آج کی جدید سائنس بھی بیان کرتی ہے۔ قرآنِ پاک اگرچہ سائنس کی کتاب نہیں اور نہ ہی کسی مسلمان کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس بات کو سائنس تسلیم کرے تب ہی اُس بات کو بطور مسلمان ماننا ہمارے لیے از حد ضروری ہو گا۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود قرآنِ پاک کی تمام باتیں آج کی جدید سائنس کے مطابق درست ہیں بلکہ قیامت تک کی سائنسی تحقیقات اسلام کے کسی ایک مسلّمہ اصول جو قرآن و سنہ سے اخذ شدہ ہے اس کو غلط ثابت نہیں کر سکتیں اور یہی قرآن کا اعجاز ہے۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ ہمارے اُردو کے اکثر مفسرین نے جان فشانی سے کام لیا اور پانی کے حیات پر اثرات والی آیات کی تفاسیر میں دورِ حاضر کے جدید سائنسی علوم سے بھی استفادہ کیا۔

مثال کے طور پر سورۃ الانبیآء کی آیت نمبر 30 کی تفسیر میں مولانا عبد الماجد دریا بادیؒ لکھتے ہیں:

"ماہرین علم الحیات کی تحقیق ہے کہ ہر جاندار کی ترکیب میں عنصر اصلی پروٹوپلازم (نخرمایہ) کا ہوتا ہے۔ اگر اسی کو مانا جائے تو اس جوہر میں بھی حصہ غالب پانی ہی کا ہوتا ہے! (آیت) "کل"۔ لفظ کل محاورہ میں تقریبا کل یا بہت بڑی اکثریت کے مرادف مستعمل ہے۔ اس لیے اگر کسی جاندار کی پیدائش کا استثناء اس قاعدہ سے ثابت ہو جائے تو یہ عموم قانون کے منافی نہیں"۔[27]

چونکہ تاحال حیات کا سلسلہ کرہ ٔ ارض ہی سے وابستہ معلوم ہوتا ہے۔ اِس لئے پانی بھی اس کرہّ ہی کی تخصیص ہے۔ اس ضمن میں صاحبِ تفسیر بصیرت قرآن، مولانا آصف قاسمیؒ رقم طراز ہوتے ہیں:

"انسان نے جب چاند پر قدم رکھا تو اس کو آکسیجن اور پانی اسی دنیا سے لے کر جانا پڑا کیونکہ چاند پر آکسیجن اور پانی کا وجود نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے پانی کو ایک بہت بڑی اور انمول نعمت بنایا ہے جو تمام جان داروں کے لیے ہے، یہ ان کی ضرورت ہے، جہاں انسان یا جان دار آباد نہیں ہے وہاں حیات کا یہ چشمہ بھی موجود نہیں ہے"۔[28]

---

26 ۔ Mawdūdī, *Tafsīr Tafhīm al-Qur'ān*, 3: 455.

27 ۔ Daryābādī, 'Abd al-Mājid, *Tafsīr Mājidī* (Karāchī: Majlis Nashriyāt Qur'ān, 1998 CE), 3: 296.

28 ۔ Qāsimī, Āṣif, *Tafsīr Baṣīrat-e-Qur'ān* (Karāchī: Maktaba Baṣīrat-e-Qur'ān, n.d.), 3: 655.

سورۃ النور کی آیت 45 کی تفسیر میں صاحبِ ترجمان القرآن، مولانا ابوالکلام آزادؒ نے جو وضاحت لکھی ہے اس سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ مولانا ابوالکلام آزادؒ نے جانداروں کی ارتقائی سائنس کو کس خوبی سے منضبط کیا۔ وہ لکھتے ہیں:

> "قرآن مجید نے سورۃ النور کی آیت 45 میں اور بعض دوسرے مقامات میں اس حقیقت کا اعلان کیا ہے کہ تمام جاندار اجسام کی پیدائش پانی سے ہوئی، چونکہ زندگی کی ابتدائی پیدائش کے بارے میں طرح طرح کے دوراز کار خیالات پھیلے ہوئے تھے اس لیے اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کو حیرانیاں پیش آئیں بعضوں نے اس کا مطلب یہ بتانا چاہا کہ تمام جانداروں کی زندگی کا دارومدار پانی پر ہے بعض اس طرف گئے کہ پانی سے مقصود نطفہ ہے حالانکہ اگر آیت کے صاف صاف مطلب پر قناعت کر لیتے تو وہ وقت دور نہ تھا جب خود انسانی علم کی کاوشیں اسی حقیقت کا اعلان کرنے والی تھیں، چنانچہ اب علم الحیات کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ اجسام حیہ کی ابتدائی نشو و نما پانی ہی میں ہوئی ہے اور پانی ہی کے حیوانات نے بتدریج خشکی کے حیوانات کا چولا پہنا ہے"۔[29]

آیت زیرِ مطالعہ میں اللہ تعالیٰ نے خشکی پر چلنے والے چوپایوں، دو پایوں اور رینگنے والے (پیٹ کے بل پر چلنے والے) جیسے خزندے (Reptiles) سب کی پیدائش/خلقت کو پانی سے ماخوذ بتلایا ہے۔ حیوانیات کے طالبِ علموں کے لئے اس آیت میں اِن جانداروں کی باہمی موافقت کے حوالہ سے بڑے علمی اشارے موجود ہیں۔ اس طرح پانی سے پیدا کئے جانے والے جانوروں کی مختلف اقسام کا ذکر کرتے ہوئے۔ مولانا عبدالرحمٰن کیلانیؒ، تفسیر تیسیر القرآن لکھتے ہیں: مذکورہ آیت میں جانداروں کا ذکر فرمایا کہ وہ پانی سے پیدا ہوئے ہیں۔ خواہ وہ کس نوعیت کے ہوں۔ کیڑے مکوڑے ہوں، پیٹ کے بل چلنے یا رینگنے والے ہوں، جیسے سانپ، گرگٹ اور مچھلی وغیرہ یا دو پاؤں پر چلنے والے ہوں۔ جیسے انسان اور پرندے یا چار پاؤں پر جیسے جیسے تمام مویشی اور درندے وغیرہ۔ پھر کچھ ایسی بھی مخلوق ہے جس کے پاؤں چار سے بہت زیادہ ہوتے ہیں جیسے کنکھجورا وغیرہ۔ تو ایسی سب مخلوق کی ابتداء پانی سے ہوئی تھی اور پانی کے سہارے ہی یہ مخلوق زندہ رہ سکتی ہے۔ پانی سے جاندار اشیاء کا وجود بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانیوں میں سے ایک ہے جس سے اللہ تعالیٰ تعالیٰ کی ہر چیز پر قدرت ہونے کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اِس کرہء ارض پر پانی کے Storage اسکی سپلائی اور تطہیر کا خدائی نظام انتہائی مربوط اور منظّم ہے۔ عصرِ حاضر کے سائنسدانوں نے اس نظام کو Water-cycle کا نام دیا ہے۔

اس ضمن میں Mckinney وغیرہم (2013) میں لکھتے ہیں:

> *'The movement of water about the surface of Earth, driven by energy from the Sun, constitutes the hydrologic cycle. More than 97% of the water on or near the Earth's surface is found in the seas and oceans; the remaining water is bound up as ice (primarily in the polar ice caps), stored temporarily as groundwater, found in freshwater lakes and streams, or takes the form of atmospheric water vapors. Only about 0.0015% is available to people in the form of accessible freshwater. The shifting of water over the globe through the hydrologic cycle redistributes heat and generally makes for more equitable climates. The hydrologic cycle also plays a prominent role in the weathering and decomposition of rocks. Together with orther atmospheric movements (influenced by many factors, including the revolution of the Earth around the sun to give the seasons and the movement of predominant winds over the surface of Earth. The hydrologic cycle is also responsible for weather, or the*

[29] ۔ Āzād, Abū al-Kalām, *Tafsīr Tarjumān al-Qur'ān*, 3: 98.

short-term, daily fluctuations in the atmospheric temperature, precipitation, and winds. Climate is the long-term average of these same variables over time ranges of a year to thousands or millions of years.[30]"

محوّلہ بالا بحث سے یہ بات تو اچھی طرح سمجھ آ جاتی ہے کہ پانی جس طرح جانداروں کی تخلیق کے وقت ضروری تھا اِسی طرح اُن کی حیات کے دوام اور فعلیّات کے لیے بھی ضروری ہے۔ اس لئے اِس کرّہء ارض پر پانی کے استعمالات اور اسکی تطہیر اور اِسکے Storage اور وہاں سے تدریجاً سپلائی کا قدرتی نظام وضع کیا گیا۔ اس Water cycle کے متعلق صاحبِ تفہیم القرآن، سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ سورۃ المؤمنون آیت نمبر 18 کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اس سے مراد اگرچہ موسمی بارش بھی ہو سکتی ہے، لیکن آیت کے الفاظ پر غور کرنے سے ایک دوسرا مطلب بھی سمجھ میں آتا ہے، اور وہ یہ ہے کہ آغاز آفرینش میں اللہ تعالیٰ نے بیک وقت اتنی مقدار میں زمین پر پانی نازل فرما دیا تھا جو قیامت تک اس کرے کی ضروریات کے لیے اس کے علم میں کافی تھا۔ وہ پانی زمین ہی کے نشیبی حصوں میں ٹھہر گیا جس سے سمندر اور بحیرے وجود میں آئے اور آب زیر زمین (Sub-soil water) پیدا ہوا اب یہ اسی پانی کا الٹ پھیر ہے جو گرمی، سردی اور ہواؤں کے ذریعے سے ہوتا رہتا ہے، اسی کو بارشیں، برف پوش پہاڑ، دریا، چشمے اور کنوئیں زمین کے مختلف حصوں میں پھیلاتے رہتے ہیں، اور وہی بیشمار چیزوں کی پیدائش اور ترکیب میں شامل ہوتا اور پھر ہوا میں تحلیل ہو کر اصل ذخیرے کی طرف واپس جاتا رہتا ہے۔ شروع سے آج تک پانی کے اس ذخیرے میں نہ ایک قطرے کی کمی ہوئی اور نہ ایک قطرے کا اضافہ ہی کرنے کی کوئی ضرورت پیش آئی۔ اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ پانی جس کی حقیقت آج ہر مدرسے کے طالب علم کو معلوم ہے کہ وہ ہائیڈروجن اور آکسیجن، دو گیسوں کے امتزاج سے بنا ہے، ایک دفعہ تو اتنا بن گیا کہ اس سے سمندر بھر گئے، اور اب اس کے ذخیرے میں ایک قطرے کا بھی اضافہ نہیں ہوتا۔ کون تھا جس نے ایک وقت میں اتنی ہائیڈروجن اور آکسیجن ملا کر اس قدر پانی بنا دیا؟ اور جب پانی بھاپ بن کر ہوا میں اڑ جاتا ہے تو اس وقت کون ہے جو آکسیجن اور ہائیڈروجن کو الگ الگ ہو جانے سے روکے رکھتا ہے۔.....اس طرح یہ آیت سورۃ ملک کی اس آیت سے وسیع تر مفہوم رکھتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ "قُلْ اَرَاَيْتُم اِنْ اَصْبَحَ مَاۗؤُكَمْ غَوْراً فَمَنْ يَّاتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ہ "ان سے کہو، کبھی تم نے سوچا کہ اگر تمہارا یہ پانی زمین میں بیٹھ جائے تو کون ہے جو تمہیں بہتے چشمے لا دے گا؟"۔[31]

مولانا مفتی محمد شفیعؒ، سورۃ المؤمنون آیت نمبر 18 کی تفسیر میں پانی کے عالمی دوران (Global Water Cycle) کے متعلق رقم طراز ہیں:

"قدرت حق جل شانہ نے اس کا نظام یہ بنایا کہ پانی جس وقت برستا ہے اس وقت وقتی طور پر جتنے درخت اور زمینیں سیرابی کے قابل ہیں وہ سیراب ہو جاتے ہیں پھر زمین کے مختلف تالابوں، حوضوں اور قدرتی گڑھوں میں یہ پانی جمع رہتا ہے جس کو انسان اور جانور ضرورت کے وقت استعمال کرتے ہیں مگر ظاہر ہے یہ پانی چند روز میں ختم ہو جاتا ہے۔ دائمی طور پر روزانہ

[30] ۔ McKinney, M. L., Schoch, R. M., and Yonavjak, L., *Environmental Science: Systems and Solutions* (USA: Jones & Bartlett Learning, 2013 CE), 68–69.

[31] ۔ Mawdūdī, *Tafsīr Tafhīm al-Qur'ān*, 3: 271–272.

انسان کو تازہ پانی کس طرح پہنچے جو ہر خطے کے باشندوں کو مل سکے ؟ اس کا نظام قدرت نے یہ بنایا کہ پانی کا بہت بڑا حصہ برف کی صورت میں ایک بحر منجمد بنا کر پہاڑوں کے سروں پر ایسی پاک صاف فضاء میں رکھ دیا جہاں نہ گرد و غبار کی رسائی نہ کسی آدمی اور جانور کی اور جس میں نہ سڑنے کا امکان ہے نہ اس کے ناپاک یا خراب ہونے کی کوئی صورت ہے۔ پھر یہ برف کا پانی آہستہ آہستہ رس رس کر پہاڑوں کی رگوں کے ذریعہ زمین کے اندر پھیلتا ہے اور یہ قدرتی پائپ لائن پوری زمین کے گوشہ گوشہ میں پہنچ جاتی ہے جہاں سے کچھ تو چشمے خود پھوٹ نکلتے ہیں اور ندی نالے اور نہروں کی شکل میں زمین پر بہنے لگتے ہیں، تازہ بتازہ جاری پانی کروڑوں انسانوں اور جانوروں کو سیراب کرتا ہے اور کچھ یہی پہاڑی برف سے بہنے والا پانی زمین کی تہ میں اتر کر نیچے نیچے بہتا رہتا ہے اور اس کو کنواں کھود کر ہر جگہ نکالا جاسکتا ہے۔ قرآن کریم کی آیت مذکورہ میں اس پورے نظام کو ایک لفظ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ سے بیان فرمادیا ہے آخر میں اس طرف بھی اشارہ کر دیا کہ زمین کی تہ سے جو پانی کنوؤں کے ذریعہ نکالا جاتا ہے یہ بھی قدرت کی طرف سے آسانی ہے کہ بہت زیادہ گہرائی میں نہیں بلکہ تھوڑی گہرائی میں یہ پانی رکھا گیا ہے۔ ورنہ یہ بھی ممکن تھا بلکہ پانی کی طبعی خاصیت کا تقاضا یہی تھا کہ یہ پانی زمین کی گہرائی میں اترتا چلا جاتا، جہاں تک انسان کی رسائی ممکن نہیں"۔[32]

سورۃ المؤمنون آیت نمبر 18 کی تفسیر میں پانی کی مناسب ترین (Optimum) مقدار کے حوالہ سے ڈاکٹر محمد اسلم صدیقیؒ لکھتے ہیں:

"دوسرا مطلب اس کا یہ ہے کہ آج بھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے زمین پر پانی برستا ہے۔ اگر زمین اسے اپنی مرضی سے چوس لیتی اور ایک قطرہ بھی باقی نہ چھوڑتی تو زمین دلدل بن جاتی۔ کسی چیز کے پیدا ہونے کا تو کیا امکان، انسانوں کے رہنے کے قابل بھی نہ رہتی اور اگر وہ سارا پانی اگل دیتی اور اپنے سینے کو سخت کر لیتی تو آبیاری نہ ہونے کے باعث کوئی چیز پیدا نہ ہو پاتی۔ تو زمین پر بسنے والی مخلوقات ضروریاتِ زندگی نہ ملنے کی وجہ سے موت کا شکار ہو جاتیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم ایک اندازے سے پانی برساتے ہیں پھر آبیاری کے لیے جتنی ضرورت ہوتی ہے اسے روک لیتے ہیں حالانکہ اگر ہم چاہیں تو سارا پانی دوبارہ ندی نالوں میں لے جانے پر قادر ہیں اور یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ ہم پانی کو ختم یا خشک کر دینے پر بھی قادر ہیں اور یہ بھی ہمارے اختیار میں ہے کہ ہم پانی کو زمین کے اتنا نیچے اتار دیں کہ کوئی کنواں، کوئی ٹیوب ویل اس کا سراغ نہ لگا سکے۔ یہ سراسر اللہ کی ربوبیت ہے کہ جس طرح ماں اپنے بچے کی نگرانی کرتی اور کھلانے پلانے کا بندوبست کرتی ہے اللہ بھی اپنی مخلوقات کی اسی طرح دیکھ بھال کرتا ہے"۔[33]

سورۃ الفرقان کی آیت نمبر 48 میں مَآءً طَهُوْرًا پر بھی مفسرین نے کلام کیا ہے۔ تاہم یہ حقیقت اب مبرہن ہو چکی ہے کہ بارش کا پانی انتہائی صاف ہوتا ہے۔ زمین کے پانی میں موجود تمام آلائشیں سمندر اور دیگر آبی ذخائر ہی میں رہ جاتی ہیں اور سورج کی حدت سے بننے والے بخارات خالص پانی کے حامل ہوتے ہیں جو بعد میں بادلوں اور برفباری کی صورت میں مَآءً طَهُوْرًا کی شکل میں زمین کو دوبارہ سیراب کرنے کے لئے نازل ہوتے ہیں۔ اِسی ضمن میں مولانا عبدالرحمن کیلانیؒ، تفسیر تیسیر القرآن میں لکھتے ہیں:

32 ۔ Muftī Muḥammad Shafī‘, *Tafsīr Ma‘ārif al-Qur’ān*, 6: 305.

33 ۔ Ṣiddīqī, Muḥammad Aslam, *Tafsīr Rūḥ al-Qur’ān* (Lāhawr: Idāra Hudā li al-Nās, 2011 CE), 7: 48.

"اگر سمندر کا پانی اپنی اصلی حالت میں کھیتی کو پلایا جائے تو کھیتی مرجھا کر تباہ ہو جائے۔ اور اگر کوئی جاندار پی لے تو اس کی آنتوں کو کاٹ کے رکھ دے یا کم از کم زخمی کر کے رکھ دے۔ لیکن اسی سمندر کے پانی کے بخارات جب بارش میں منتقل ہوتے ہیں تو کیا نباتات، کیا حیوان اور کیا انسان سب کے لیے یہ پانی حیات بخش ثابت ہوتا ہے۔ کھیتیاں لہلانے لگتی ہیں اور جاندار مخلوق بارش ہونے سے پہلے ہواؤں کی آمد پر ہی مسرور ہو کر جھومنے لگتی ہے۔ نباتات سے ہی جاندار مخلوق کو غذا حاصل ہوتی ہے اور اس کے پینے کے لیے اللہ تعالیٰ صاف ستھرا پانی دیتا ہے۔ جمادات کے علاوہ اس کائنات ارضی پر کوئی مخلوق ایسی نہیں جس کی زندگی کی بقا پانی کے بغیر ممکن ہو"۔[34]

جبکہ صاحبِ تفہیم القرآن سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"یعنی ایسا پانی جو ہر طرح کی گندگیوں سے بھی پاک ہوتا ہے اور ہر طرح کے زہریلے مادوں اور جراثیم سے بھی پاک۔ جس کی بدولت نجاستیں دھلتی ہیں اور انسان، حیوان، نباتات، سب کو زندگی بخشنے والا جوہر خالص بہم پہنچتا ہے"۔[35]

سورۃ النمل آیت نمبر 61 کی تفسیر میں سید قطب شہیدؒ لکھتے ہیں:

"اور پانی کے دو سمندروں کے درمیان پردے حائل کر دیئے۔ ایک سمندر سخت نمکین کھارا اور دوسرا میٹھا اور خوشگوار۔ دونوں کو بحرین کہا گیا۔ بطور تغلب کیونکہ دونوں کا مشترکہ مادہ پانی ہے اور دونوں کے درمیان پردہ ایک طبعی پردہ ہوتا ہے۔ اس طرح کہ سمندر کا پانی دریا کے پانی کے ساتھ ملتا نہیں۔ اس طرح اسے کھارا نہیں بنا دیتا۔ اس کی تفصیلات یوں ہیں کہ دریاؤں کی سطح سمندر کی سطح سے قدرے اونچی ہوتی ہے۔ جب دریاؤں کا پانی سمندر میں گرتا ہے تو اس پانی کی سطح سمندر کی سطح سے اونچی ہوتی ہے۔ یہ دریا پھر سمندر کی سطح کے اوپر دور تک چلتا رہتا ہے۔ سمندر اس کو خراب نہیں کرتا۔ اب اگر دریا کا یہ پانی سمندر کے پانی سے نیچے بھی ہو جائے تو وہ آپس میں ملتے نہیں۔ اس وجہ سے کہ سمندر کا پانی دریا کے پانی کی نسبت زیادہ کثیف ہوتا ہے۔ اس فرق کی وجہ سے دونوں پانی ایک دوسرے کے ساتھ ملتے نہیں، جدا ہی بہتے ہیں"۔[36]

صاحبِ تفہیم القرآن سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"ایک ہی علاقے میں کھاری پانی الگ اور میٹھا پانی الگ لیکر چلتی ہیں، کھاری پانی کے سمندر تک میں بعض مقامات پر میٹھے پانی کے چشمے رواں ہوتے ہیں اور ان کی دھار سمندر کے پانی سے اس طرح الگ ہوتی ہے کہ بحری مسافر اس میں سے پینے کے لیے پانی حاصل کر سکتے ہیں"۔[37]

تازہ (دریا) پانی اور کھارے (سمندری) پانی کے ملاپ کی جگہ میں بھی قدرت اللہ تعالیٰ نے جانداروں کے خصوصی مساکن بنا رکھے ہیں۔ پانیوں کے اِس ملاپ والے مقامات کو Esturies کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہاں سمندری اور دریائی دونوں طرح کی مخلوقات کا اجتماع ہوتا ہے۔ دریا کا پانی (کم کثیف) ہونے کے ناطے سے سمندر کے پانی کے اوپر چلتا ہے اور سمندری پانی دریائی بہاؤ کے نیچے۔ دونوں

---

[34] ۔ Kīlānī, ʻAbd al-Raḥmān, *Tafsīr Taysīr al-Qur'ān* (Lāhawr: Maktaba al-Salām, 2007 CE), 3: 316.

[35] ۔ Mawdūdī, *Tafsīr Tafhīm al-Qur'ān*, 3: 455.

[36] ۔ Sayyid Quṭb Shahīd, *Fī Ẓilāl al-Qur'ān*, trans. Sayyid Ma'rūf Shāh Shīrāzī (Lāhawr: Idāra Manshūrāt Islāmī, 1996 CE), 5: 23.

[37] ۔ Mawdūdī, Sayyid Abū al-Aʻlā, *Tafsīr Tafhīm al-Qur'ān*, 3: 592.

کے ٹکراؤ سے ایسے بھنور پیدا ہوتے ہیں جہاں خوراک زیادہ دیر ٹھہر سکتی ہے یوں متعدد جانور ایسے مقامات کو خصوصاً اپنے نوزائیدگان کی خوراک کے لئے بہتر پاتے ہیں۔ دونوں پانی کافی دور علاقے تک آپس میں جُدا جُدا بھی رہتے ہیں اور ملاپ کی کوشش میں جانداروں کے لئے ایک درمیانی مسکن کا کام بھی دیتے ہیں۔ تازہ پانی (دریا) کے سمندر میں سنگھم کو Estuaries کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

اس ضِمن میں Molles(2013) لکھتا ہے:

"Estuaries are found wherever rivers meet the sea. Salt marshes and mangrove forests are concentrated along low-lying coasts with sandy shores and may, like estuaries, be associated with the mouths of rivers. All three are at the transition between one environment and another – salt marshes and mangrove forests at the transition between land and sea, and estuaries at the transition between river and sea. Because these areas are transition between very different environments, they have a great deal in common physically, chemically and biologically. These are environments that pulse to the rhythm or lunar-driven tides and teem with life."[38]

تحقیق کے نتیجے میں یہ واضح ہوا کہ قرآنِ مجید اور سائنسی تحقیقات دونوں پانی کو زندگی کے آغاز اور تسلسل کے لیے بنیادی عنصر قرار دیتے ہیں۔ قرآن جہاں پانی کو خالقِ کائنات کی عظیم نعمت اور نشانی کے طور پر پیش کرتا ہے، وہیں اس کے ذریعے انسان کو شکر گزاری، اعتدال اور حفاظت کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ سائنسی اعتبار سے پانی انسانی خلیوں کے اندرونی اور بیرونی ماحول میں ایک لازمی عنصر ہے جو غذائی اجزاء کی ترسیل، اخراجی عمل اور تولیدی نظام میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ مزید بر آں، پانی نہ صرف حیاتیاتی زندگی بلکہ ماحولیاتی توازن کے لیے بھی ناگزیر ہے۔ اس مطالعہ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ قرآن کی تعلیمات اور جدید سائنسی نظریات ایک دوسرے کے ہم آہنگ ہیں اور دونوں مل کر انسان کو اس نعمت کی حفاظت اور اس کے پائیدار استعمال کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ یوں یہ تحقیق عملی و فکری دونوں پہلوؤں میں رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography/کتابیات

* Āzād, Abū al-Kalām. *Tafsīr Tarjumān al-Qur'ān*. Lāhawr: Islāmī Academy, n.d.
* Daryābādī, 'Abd al-Mājid. *Tafsīr Mājidī*. Karāchī: Majlis Nashriyāt Qur'ān, 1998.
* Ḥaqqānī, 'Abd al-Ḥaqq. *Tafsīr Ḥaqqānī*. Lāhawr: Al-Faiṣal Nāshirān wa Tājirān-e-Kutub, 2009.
* Isrār Aḥmad. *Tafsīr Bayān al-Qur'ān*. Lāhawr: Maktaba Anjuman Khuddām al-Qur'ān, 2018.
* Kāndhlawī, Muḥammad Idrīs. *Tafsīr Ma'ārif al-Qur'ān*. Karāchī: Al-Ṭāf and Sons, 2012.
* Kīlānī, 'Abd al-Raḥmān. *Tafsīr Taysīr al-Qur'ān*. Lāhawr: Maktaba al-Salām, 2007.
* Mawdūdī, Sayyid Abū al-A'lā. *Tafsīr Tafhīm al-Qur'ān*. Lāhawr: Idāra Tarjumān al-Qur'ān, 1972.
* McKinney, M. L., Robert M. Schoch, and Logan Yonavjak. *Environmental Science: Systems and Solutions*. USA: Jones & Bartlett Learning, 2013.
* Molles Jr., M. C. *Ecology: Concepts and Applications*. New York: McGraw-Hill, 2013.
* Muftī Muḥammad Shafī'. *Tafsīr Ma'ārif al-Qur'ān*. Karāchī: Maktaba Ma'ārif al-Qur'ān, 2015.

[38]. Molles Jr., M. C., *Ecology: Concepts and Applications* (New York: McGraw-Hill, 2013 CE), 15–21.

- Pīr Karam Shāh al-Azhari. *Tafsīr Ḍiyā’ al-Qur’ān*. Lāhawr: Ḍiyā’ al-Qur’ān Publications, 1978.
- Qāsimī, Āṣif. *Tafsīr Baṣīrat-e-Qur’ān*. Karāchī: Maktaba Baṣīrat-e-Qur’ān, n.d.
- Ṣiddīqī, Muḥammad Aslam. *Tafsīr Rūḥ al-Qur’ān*. Lāhawr: Idāra Hudā li al-Nās, 2011.
- Sayyid Quṭb Shahīd. *Fī Ẓilāl al-Qur’ān*. Translated by Sayyid Ma‘rūf Shāh Shīrāzī. Lāhawr: Idāra Manshūrāt Islāmī, 1996.
- ‘Uthmānī, Muḥammad Taqī. *Tawḍīḥ al-Qur’ān*. Karāchī: Maktaba Ma‘ārif al-Qur’ān, 2011.